

5012  
9/11

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جناب مفتی صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ!

(۱) میں برطانیہ (UK) میں رہتا ہوں، ہمارے یہاں کچھ اہل علم کی رائے یہ ہے کہ صدقۃ الفطر اگر کرنی اور قیمت کے حساب سے ادا کیا جائے تو گندم کی قیمت معتبر ہے آٹا کی قیمت ادا کرنے سے صدقۃ الفطر ادا نہیں ہو گا، کیا یہ درست ہے؟

(۲) ہم نے امداد المفتین جامع میں اس بارے میں ایک مسئلہ دیکھا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آٹا کی قیمت دی جاسکتی ہے، اس سے بھی صدقۃ الفطر ادا ہو جائیگا؟ کیا ہم نے صحیح سمجھا ہے؟ جبکہ یہاں عام طور پر بازار میں گندم دستیاب نہیں صرف آٹا دستیاب ہے۔

(۳) اگر صدقۃ الفطر میں گندم کی قیمت ادا کرنا ضروری ہو تو کیا یو شیئی اشور کی قیمت ادا کر دینا کافی ہے، یا بازار میں جو گندم عام ہوا اسکی قیمت ادا کرنا ضروری ہے؛ کیونکہ یو شیئی اشور میں صرف خاص خاص اوقات میں اور خاص مقدار ہی میں گندم مل سکتی ہے، البتہ اشور کی قیمت بازاری قیمت سے کم ہوتی ہے۔ جبکہ بازار میں عام خرید و فروخت ہونے والی گندم ہر وقت مل جاتی ہے، لیکن اس کی قیمت یو شیئی اشور کی قیمت سے زیادہ ہوتی ہے۔

(۴) صدقۃ الفطر کن کن چیزوں اور اجنس سے ادا کرنا جائز ہے؟ اور کیا چاؤل، دال یا کپڑے وغیرہ سے صدقۃ الفطر ادا کرنے سے بھی یہ صدقہ ادا ہو جاتا ہے؟ مثلاً پونے دو کلو چاؤل اگر صدقۃ الفطر کی نیت سے ادا کر دے یا اسکی قیمت ادا کر دے تو کیا حکم ہے؟ بدرا اللہ عاصم

برطانیہ، فون نمبر: ۰۸۰۰۹۵۹۹۶۰ - ۰۳۲۰



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
الجواب حامداً و مصلياً

(۱) مذکورہ موقف درست ہے؛ کیونکہ صدقة الفطر اداکرنے کے لئے احادیث صحیح مشہورہ میں گندم اور اسکی مقدار منصوص ہے، اس لئے قیمت سے صدقة الفطر اداکرنے کے لئے نصف صاع گندم کی قیمت کا اعتبار ہو گا اور اسی کو معیار بنایا جائیگا، نہ کہ نصف صاع آٹے یا اسکی قیمت کو، ہاں اگر کوئی شخص صدقة الفطر میں آتا یا اسکی قیمت اداکرے اور وہ آتا یا اسکی قیمت نصف صاع گندم کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو صدقة الفطر اداہو جائیگا، لیکن اگر کم ہو تو مزید آتا یا رقم اداکر کے گندم کی قیمت کے برابر کرنا لازم ہے۔ بلکہ احتیاط اس میں ہے کہ اگر آٹے کوئی صدقة الفطر اداکرے تو اس میں مقدار (نصف صاع) اور قیمت دونوں کی رعایت کرے، یعنی نصف صاع سے بھی کم نہ ہو اور اسکی قیمت بھی نصف صاع گندم کی قیمت سے کم نہ ہو، بلکہ اسکے برابر یا اس سے زیادہ ہو۔

مصنف ابن أبي شيبة (2/397)

حدَّثَنَا أُبُو أَسَامَةَ، عَنْ أَبْنَى عَوْنَ، قَالَ: سَمِعْتُ كِتَابَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَيْ عَدِيٍّ يَقْرَأُ بِالْبَصَرَةِ «فِي صَدَقَةِ رَمَضَانَ عَلَى كُلِّ صَبَرٍ وَكَبِيرٍ، حَرًّا وَعَبْدِ، ذَكْرٍ أَوْ أَنْتَ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بَرٍّ، أَوْ صَاعٍ مِنْ ثَمَرٍ»

الأصل المعروف بالمبسط للشيباني (2/260)

قلت أرأيت الرجل ليس له طعام حنطة ولا شعير ولكن له ذرة أو سسم أو نحو ذلك من الحبوب كم يؤدي من ذلك صدقة الفطر قال يؤدي من ذلك قيمة نصف صاع من حنطة أو قيمة صاع من شعير أو صاع من تمر

البحر الرائق شرح كنز الدقائق : (2/273)

(قوله نصف صاع من بر أو دقيقه أو سويقه أو زبيب أو صاع تمر أو شعير، وهو ثمانية أرطال) بدل من الضمير في تحجب أي تجب صدقة الفطر، وهي نصف صاع إلى آخره لحديث الصحابة «فرض رسول الله - صلى الله عليه وسلم - صدقة الفطر على الذكر والأثنى والحر والمملوك صاعاً من تمر، أو صاعاً من شعير» فعدل الناس به مدين من حنطة، والكلام مع المخالفين في المسألة طويل قد استوفاه المحقق في فتح القدير، وفي جعله دقيق البر وسويفه كالبلير إشارة إلى أن دقيق الشعير وسويفه ك فهو كما صرخ به في الكافي وأفاد أنه لا اعتبار للقيمة في الدقيق والسويف كاصلهما؛ لأن المنصوص عليه لا تعتبر فيه القيمة بخلاف غيره حتى لو أدى نصف صاع من تمر قيمته صاع من بر أو أكثر لا يجوز لكن صرخ المصنف في الكافي بأن الأولى اعتبار القدر والقيمة في الدقيق والسويف وإن نص على الدقيق في بعض الأخبار إلا أنه ليس بشهور فالاحتياط فيما قلنا، وهو أن يعطي نصف صاع دقيق حنطة أو صاع دقيق شعير يساويان نصف صاع بر وصاع شعير لا أقل من نصف يساوي نصف صاع من بر أو أقل من صاع يساوي صاع شعير، ولا نصف لا يساوي نصف صاع بر أو صاع لا يساوي صاع شعير كلها في فتح القدير وقيد بالدقيق والسويف؛ لأن



الصحيح في الخبر أنه لا يجوز إلا باعتبار القيمة لعدم ورود النص به فكان كالزكاة وكالذرة وغيرها من الحبوب التي لم يرد بها النص،

### شرح مختصر الطحاوي للحصاص (345 / 2)

مسألة: مقدار زكاة الفطر: قال أبو جعفر: (زكاة الفطر نصف صاع من بر، أو دقيق بر، أو سويف بر، أو زبيب، أو صاع من تمر، أو شعير في رواية أبي يوسف عن أبي حنيفة. وروى أسد بن عمرو والحسن عن أبي حنيفة أن الزريب في ذلك كالشعير، وهو قول أبي يوسف ومحمد من رأيهما). قال أبو بكر أحمد: روی نصف صاع من بر عن النبي صلى الله عليه وسلم، وأبي بكر، وعمر، وعثمان، وعلي، وابن مسعود، وhabir، وعائشة، وابن الزبير، وأبي هريرة، وأسماء بنت أبي بكر، وقيس بن سعد رضي الله عنهم أجمعين وعلى التابعين، ولم يرو عن أحد من الصحابة بأنه لا يجزى نصف صاع من بر.

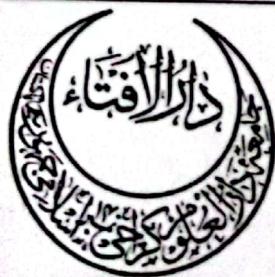
### المبسط للسرخسي (101 / 3)

(الأصل) في وجوب صدقة الفطر حديث ابن عمر أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - «فرض صدقة الفطر على كل حر وعبد ذكراً أو أنثى صغيراً أو كبيراً صاعاً من تمر وصاعاً من شعير» وحديث عبد الله بن ثعلبة العدواني ويقال العبدري الذي بدأ به محمد - رحمه الله تعالى - الباب فقال: خطبنا رسول الله - صلى الله عليه وسلم - فقال: «أدوا عن كل حر وعبد صغير أو كبير نصف صاع من بر أو صاعاً من تمر أو صاعاً من شعير» وحديث «ابن عباس - رضي الله عنه - أنه خطب بالبصرة فقال: أدوا زكاة فطركم فنظر الناس بعضهم إلى بعض فقال: من هنا من أهل المدينة قوموا رحيمكم الله فعلموا إخوانكم فإنهم لا يعلمون كان رسول الله - صلى الله عليه وسلم - يأمرنا في هذا اليوم أن نؤدي صدقة الفطر عن كل حر وعبد نصف صاع من بر أو صاعاً من تمر أو صاعاً من شعير»

(۲) امداد المفتین جامع میں بھی ایک اسی نوعیت کے سوال کے جواب میں حضرت مفتی اعظم پاکستان قدس اللہ سرہ العزیز نے جو کچھ تحریر فرمایا اس سے بھی مذکورہ بالا موقف ہی کی تائید ہوتی ہے۔ مثلاً امداد المفتین جامع: جلد چشم

صفحہ ۳۱۲ میں ہے:

”راش میں جو آنادیا جاتا ہے وہ خالص گندم کا نہیں ہوتا، اس میں مکی اور بجکی ایمیزش ہوتی ہے تو اس آٹے کو صدقة الفطر کا پیانہ اور معیار نہیں بنایا جاسکتا ہے، جب کہ بازار میں گندم دستیاب ہے، بازار میں گندم کا فرش معلوم کر کے اسکے حساب سے ہی صدقة الفطر ادا کرنا چاہیے۔ (الی قوله) مکی اور جوار ملے ہوئے گندم بھی عرقاً گندم ہی میں شمار ہوتے ہیں، کوئی دوسرا جنس نہیں ہوتی لیکن بلا ضرورت و مجبوری ایسا کرنا کہا ہے سے غالی نہیں“



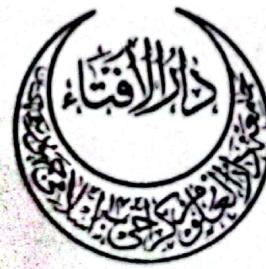
اس فتویٰ میں حضرت قدس اللہ سرہ نے اصل معیار گندم ہی کو قرار دیا، آٹے کو نہیں۔ پھر اسی جلد کے صفحہ ۲۱۵ میں ایک سوال مذکور ہے جس میں سائل نے بعض غیر مقلدین حضرات کی اس رائے اور فتویٰ سے متعلق استفسار کیا تھا جس میں ان حضرات نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ بعض احادیث میں طعام کا لفظ بھی آتا ہے اور ہمارے طعام میں جب چاؤل ہے اس لئے نصف صاع گیہوں کی قیمت کے بجائے نصف صاع دھان، چاؤل جو انکی خوراک ہے بطور صدقۃ الفطر ادا کر دینا کافی ہونا چاہیے۔ جسکے جواب میں حضرت والا قدس اللہ سرہ نے درج ذیل جواب دیا:

”جن احادیث میں طعام کا لفظ ہے وہ بھی عند الخنفیہ یہی ہے کہ منصوص چیزوں کی قیمت دی جائیگی، اگر آپ کے شہر اور قرب وجوار میں بالکل گندم فروخت ہی نہیں ہوتی اور اس کا کوئی بھاؤ بھی نہیں تو قرب وجوار سے آگئے بڑھ کر جہاں فروخت ہوتے ہوں وہاں کی قیمت کا اعتبار ہو گا۔ کذانی کتب الفقه“

فتح القدير للكمال ابن الهمام (295)

(قوله والأولى أن يراعى فيهما) أي في الدقيق (القدر والقيمة جميعاً احتياطاً وإن نص على الدقيق في بعض الأخبار) وهو ما روى الدارقطني عن زيد بن ثابت قال: خطبنا رسول الله - صلى الله عليه وسلم - فقال: «من كان عنده شيء فليتصدق بنصف صاع من بر أو صاع من شعير أو صاع من تمر أو صاع من دقيق أو صاع من زبيب أو صاع من سلت» والمراد دقيق الشعير. قال الدارقطني: لم يروه بهذا الإسناد غير سليمان بن أرقم وهو متزور ك الحديث، فوجب الاحتياط بأن يعطي نصف صاع دقيق حنطة أو صاعاً دقيق شعير يساويان نصف صاع بر وصاع شعير لا أقل من نصف يساوي نصف صاع بر أو أقل من صاع يساوي صاع شعير، ولا نصف لا يساوي نصف صاع بر أو صاع لا يساوي صاع شعير (قوله ولم يبين ذلك) أي وجوب الاحتياط فيهما كما ذكرناه (في الكتاب) يعني في الحامع الصغير اعتبار للغالب، فإن الغالب كون نصف صاع دقيق لا ينفع فيمته نصف صاع ما هو دقيق بل يزيد حتى لو فرض نقصه كما قد يتحقق في أيام الدمار كان الواحد ما قبلنا.

(۳) صورت مسئولہ میں بازار میں لکنے والی عام گندم کی قیمت کے حساب سے صدقۃ الفطر ادا کرنا ضروری ہے، یو ٹیلیشی اسٹور والی گندم کی قیمت کا اعتبار نہیں؛ کیونکہ سوال میں مذکور تفصیل کی رو سے یو ٹیلیشی اسٹور میں صرف خاص خاص اوقات میں اور خاص مقدار ہی میں گندم مل سکتی ہے اور قیمت عام بازاری قیمت سے کم ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اولاً تو یہ عام خرید و فروخت کے لئے دستیاب نہیں ہے۔ ثانیاً چونکہ بازار میں دستیاب گندم کی قیمت زیادہ ہے اس لئے فقیر صدقۃ الفطر میں دی ہوئی رقم سے اپنے لئے بازار سے نصف صاع گندم نہیں خرید سکتا ہے جبکہ گندم کی قیمت کے حساب



سے رقم دینے کی صورت میں اتنی رقم ادا کرنا ضروری ہے جتنی رقم میں فقیر نصف صاع گندم خرید سکتا ہو۔ (نیز مادہ) ۱۰

تہویر: (۵۷/۱۸۶۲)

حاشیہ ابن عابدین (رد المحتار) (2/364)

(قوله: أو دقيقه أو سويقه) الأولى أن يراعى فيهما القدر والقيمة الاحتياطا وإن نص على الدقيق في بعض الأخبار هذابة<sup>۱۰</sup> لأن في إسناده سليمان بن أرقم وهو متزوك الحديث فوجب الاحتياط بأن يعطي نصف صاع دقيق بر أو صاع دقيق شعير يساويان نصف صاع بر وصاع شعير لا أقل من نصف يساوي نصف صاع دقيق بر أو أقل من صاع يساوي صاع شعير ولا نصف لا يساوي نصف صاع بر أو صاع لا يساوي صاع شعير فتح قوله فوجب الاحتياط محالف لتعبير الهدایة والكاف بـأول إلا أن يحمل أحدهما على الآخر تأمل (قوله: وجعله كالثمر) أي في أنه بحسب صاع منه.

العنابة شرح الهدایة (2/295)

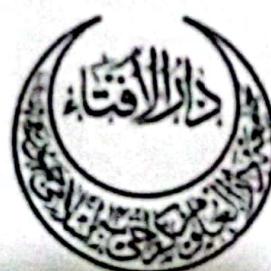
وقوله (ومراده) أي مراد محمد أو صاحب الفدوری من قوله: أو دقيق أو سويق (ما ينحدر من البر أما دقيق الشعير) فكعبه (وال الأولى أن يراعى فيهما) أي في الدقيق والسوين (القدر والقيمة الاحتياطا) حتى إذا كانا منصوصاً عليهما تأدي باعتبار القدر، وإن لم يكونوا باعتبار القيمة وتفسيره أن يؤدي نصف صاع من دقيق البر تبلغ قيمته قيمة صاع من البر، وأما لو أدى منا نصف من من دقيق البر ولكن تبلغ قيمته نصف صاع من بر أو أدى نصفه من دقيق البر، ولكن لا تبلغ قيمته قيمة نصف صاع من بر لا يكون عاملًا بالاحتياط

المحيط البرهانی في الفقه العماني - إحياء التراث (2/682)

لو أخرج قيمة نصف صاع حنطة لم يحرر إلا إن أخرج قدر نصف صاع وسط، فإن كان ما أخرج لا يساوي نصف الصاع حنطة وسط، ولكن يساوي قيمة صاع من شعير وسط، أو صاع تمر وسط، ففي هذه الصورة نوع اضطراب ذكر في بعض نسخ الحسن أنه بحوزه، وذكر في بعض نسخه أنه لا بحوزه، قال اللخمي في «كتابه» في حياته: والصحح عندني حواري وفي «المتنقى»: إذا أعطى قيمة نصف صاع ردينة لم يحرر، وعليه أن يعطي قيمة نصف صاع حنطة وسط، وإن أعطى قيمة صاع دقيق أو سويق حيد، وذلك لا يساوي نصف صاع حنطة وسط لا بحوزه، وكان عليه تمام قيمة نصف صاع حنطة وسط، والصاع الذي تقدر الحنطة بصفة الشعير والتمر بكله، قال الطحاوی: تمامية أرطال مما يستوي كيله ووزنه قبل معناه إن سوى بالعديس والعلش، وإن أعطى بالوزن سويق من الحنطة عدد أرسن حنفة وأبي يوسف بحوزه، وقال محمد: لا بحوز إلا كيله.

(۲) صدق الفطر براس مال سے او اکرنا جائز ہے جن سے صدقۃ الفطر او اکرنے کی شریعت نے صراحت کی ہے

مثلاً گندم، جو، کھجور، کشمش، نیزان منصوص اشیاء کی قیمت یا اگلی قیمت کے برابر مالیت رکھنے والی دوسری اشیاء، واجناس مثلاً



چاول، دال، پنے کپڑے وغیرہ سے بھی صدقۃ الفطر ادا کرنا جائز ہے، تاہم غیر منصوص اشیاء سے صدقۃ الفطر ادا کرنے میں یہ ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ اس میں جنس کی منصوص مقدار کی بجائے اس مقدار کی قیمت کو معیار بنایا جائے گا۔ مثلاً اگر صدقۃ الفطر چاول کے ذریعہ ادا کیا جا رہا ہو تو چاول سے صدقۃ الفطر ادا کرتے وقت نصف صاع یا پونے دو کلو چاول کا حساب نہیں ہو گا بلکہ نصف صاع گندم کی قیمت سے جس قدر چاول ملتا ہے اس کا حساب ہو گا یعنی اسی قدر چاول اس میں ادا کرنا ضروری ہے؛ کیونکہ نصوص شرعیہ میں صدقۃ الفطر کے لئے چاول کی مقدار وارد نہیں ہوئی، لہذا اس کے لئے پہلے نصف صاع گندم کی قیمت معلوم کی جائے گی پھر اس قیمت میں جتنے چاول آتے ہوں اتنے چاول ادا کر دئے جائیں۔

الأصل المعروف بالمبسوط للشیانی (246)

أخبرنا محمد عن أبي يوسف عن الحسن بن عمار عن الزهري عن عبد الله بن ثعلبة بن صعير العدوبي قال خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال أدوا عن كل حر و عبد صغير أو كبير نصف صاع من بر أو صاعا من تمر أو صاعا من شعير.

المبسوط للسرخسي - الفكر (3/207)

التقدير فيما تعم به البلوى فيبقى الاعتبار بالقيمة فإن كانت قيمته قيمة نصف صاع من بر أو صاع من شعير حاز وإلا فلا والحاصل أن فيما هو منصوص لا تعتبر القيمة حتى لو أدى نصف صاع من تمر تبلغ قيمته قيمة نصف صاع من بر لا يجوز لأن في اعتبار القيمة هنا إبطال التقدير المنصوص في المؤدى وذلك لا يجوز فأما ما ليس بمنصوص عليه فإنه ملحق بالمنصوص باعتبار القيمة إذ ليس فيه إبطال التقدير المنصوص وسوق الحجارة كدقيقها لأن التقدير منه نصف صاع لما بينا في الدقيق والله تعالى أعلم بالصواب. ..... واللهم أعلم بالصواب

